جناب مفتی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض یہ ہے کہ اس سال مسجد حرام (حرم شریف) میں توسیعی کام کی وجہ سے مطاف بہت تنگ ہو گیا، جس سے آپ حضرات بھی بخوبی واقف ہونگے۔ اگرچہ اس توسیعی کام کے پیش نظر خود سعودی عرب سمیت مختلف ممالک سے آنے والے حجاج کرام کی تعداد میں کمی کا اہتمام کیا گیا، لیکن اسکے باوجود لاکھوں کی تعداد میں جمع ہونے والے حجاج کرام کے لئے امسال طواف زیارت میں ہجوم اور ازدحام کی وجہ سے مشکلات اور پریشانیاں ہوئیں خصوصاً خواتین کے لئے، نیز ہجوم کی وجہ سے نہ صرف گمان غالب ہے بلکہ ایک نوع یقین ہے کہ ایک کثیر تعداد حجاج کرام کی ایسی ہوگی جو بارہ ذوالحجہ کے غروب آفتاب تک طواف زیارت ادا کرنے سے قاصر ہوگی۔ جسکے نتیجہ میں ان حجاج کرام پر دم تاخیر لازم ہوگا۔ اور ظاہر ہے کہ ان میں ایسے حجاج کرام بھی ہونگیں جو دم ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں بلکہ دم کی ادائیگی سے عاجز ہوں۔

لہٰذا سوال یہ ہے کہ مطاف کی تنگی کے سبب یا ہجوم اور ازدحام سے دوچار ہو کر جو حجاج کرام بارہ ذوالحجہ کے غروب آفتاب تک طوافِ زیارت ادا نہ کر سکیں بلکہ بارہ ذوالحجہ کے غروب آفتاب کے بعد کسی وقت ادا کریں، انمیں سے جو حضرات دم تاخیر ادا کرنے سے عاجز ہوں کیا وہ اسکے بدلے روزہ رکھ سکتے ہیں؟ اسی طرح حج کی کوئی دوسری جنایت جو لاعلمی یا عذر سے کی ہو جس سے دم لازم ہوا ہو، اگر دم ادا کرنے کی قدرت نہ ہو تو کیا اس دم کے بدلے روزہ رکھ لینا کافی ہوگا یا حتمی طور پر دم ہی ادا کرنا لازم ہوگا؟ بینوا توجروا ------------------------ مستفتی عبداللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون ملهم الصواب

کسی جنایت کے ارتکاب یا کسی واجبِ حج کے ترک پر جو دم لازم آتا ہے اسکے بارے میں کتبِ فقہ اور مناسکِ حج کی کتابوں میں، عام طور پر جو ضابطہ لکھا ہے، اسکے مطابق بلاعذر ارتکابِ جنایت یا بلاعذر ترکِ واجب کی وجہ سے جو دمِ جنایت واجب ہوتا ہے اس میں دم ہی ادا کرنا لازم اور واجب ہے، اسکے بدلے روزے یا صدقہ کافی نہیں۔ اور عذر سے مراد قدرتی عذر ہے جو من جانب اللہ ہو، مخلوق یا من جانب العباد عذر شرعاً معتبر نہیں، اس لئے انسان کی طرف سے پیش آنے والے موانع اور رکاوٹوں کی وجہ سے یا ہجوم اور ازدحام کی وجہ سے اگر کوئی واجبِ حج ترک ہو یا کسی جنایت کا ارتکاب ہو تو وہ بھی بلاعذر کی جنایت میں شامل ہے۔ (واضح رہے کہ ازدحام و توقفِ مزدلفہ کے علاوہ شرعاً ترکِ واجب کا عذرِ معتبر نہیں)

زبدۃ المناسک صفحہ نمبر ۳۴۵ میں ہے:

"اس سے یہ مراد ہے کہ جو عذر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو اور جو عذر مخلوق کی طرف سے ہو تو یہ عذر معتبر نہیں"

لہٰذا صورتِ مسئولہ میں مذکور ضابطہ کا تقاضا یہی ہے کہ مطاف میں توسیعی کام کی وجہ سے طواف کے لئے جگہ تنگ ہو جانے یا حجاج کرام کی کثرت کی وجہ سے ہجوم اور ازدحام بڑھ جانے کی وجہ سے طوافِ زیارت کو بارہ ذوالحجہ کے غروب آفتاب تک مؤخر کرنے کی وجہ سے جو دم تاخیر واجب ہوا یا جن حجاج کرام سے بلاعذر کوئی جنایت صادر ہونے کی وجہ سے جنایت کا دم واجب ہوا، اس میں ان حجاج کرام پر حتمی طور پر دم ہی کی ادائیگی لازم ہو اور اس دم کے بدلے روزہ کافی نہ ہو۔ اور جب تک وہ یہ دم ادا نہ کردیں، اس وقت تک انکے ذمے دم لازم رہے اگر زندگی میں ادا نہ کرسکیں تو اپنے ترکہ سے اسکی ادائیگی کی وصیت کریں؛ کیونکہ دمِ جنایت کی ادائیگی کے لئے شرعاً کوئی وقت حتمی طور پر مقرر نہیں، بلکہ زندگی میں کسی بھی وقت ادا کردینا کافی ہے، اس لئے عدمِ قدرت کا فیصلہ موت سے پہلے نہیں کیا جاسکتا۔

جیساکہ زبدۃ المناسک مع عمدۃ المناسک صفحہ نمبر ۳۴۲ میں ہے:

"جو دمِ جنایت کسی کامل محظورِ احرام بلاعذر کرنے سے لازم ہوا ایسا ہی جو صدقہ کسی ناقص محظور بلاعذر کرنے سے دینا ہو، ان میں وہی دینا ہوگا جو لازم ہوا ہے، اسکے بدلے (مساکین کو کھانا یا قیمت) صدقہ دینے کا یا (اسکے بدلے) روزہ رکھنے کا اختیار نہیں ہوتا۔ اور جو دمِ جنایت کسی کامل محظورِ احرام عذر سے کرنے کی وجہ سے لازم ہوتا ہے تو اس میں یہ اختیار ہے کہ اسکے بدلے روزہ رکھے، یا صدقہ دے یا حرم میں ذبح کرے۔۔۔۔۔۔ (غنیہ)"

اور زبدۃ المناسک صفحہ ۳۸۴ پر ہے:

"اور خطا اور نسیان اور بے ہوشی اور نیند اور مفلسی عذر نہیں، اگر ان حالات میں بدون کسی عذر کے کچھ جنایات کریگا ان کا کفارہ دینا ہوگا اور عذر والے جیسا اختیار اسکو نہ ہوگا۔ اگر بہ سبب مفلسی کے کفارہ میسر نہ آئے تو اسکے ذمہ واجب رہتا ہے (زبدہ)۔ یعنی جس نے بلاعذر کے ایسی جنایت کی جس پر کفارہ دم یا صدقہ حتما بلا تخییر کے لازم ہوا تو جب میسر آوے دیدے۔ اس دم یا صدقہ کے بدلے بہ سبب عدم موجودگی کے روزہ رکھنے کا اختیار نہیں ہے کہ یہ جنایت بلا عذر کی ہے۔"

اور معلم الحجاج صفحہ ۲۴۰ میں ہے:

"بلاعذر جنایت کی وجہ سے جس جگہ دم یا صدقہ واجب ہوتا ہے وہ متعین طور سے واجب ہوتا ہے، اس میں روزے رکھنے کا اختیار نہیں۔ جس جگہ متعین طور سے دم واجب ہوا اس جگہ دم کے عوض طعام اور روزے جائز نہیں ہونگے۔"

نیز بہت سے فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی تصریحات سے بھی یہی حکم معلوم ہوتا ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ بطورِ نمونہ ملاحظہ ہوں چند عباراتِ کتب۔

قال العلامة حسن شاه السواتى فى غنية الناسك .فى باب الجنايات ص 238

"جزاء الجنايات اما دم حتماً اذا ارتكب المحظور كاملاً بلاعذر،او صدقة حتماً اذا ارتكب المحظور ناقصاً بلا عذر،أوعلى التخيير بين الصوم والصدقة والدم اذا ارتكب المحظور كاملاً بعذر أو على التخيير بين الصوم والصدقة اذا ارتكب المحظور ناقصاً بعذر(الى قوله)ثم مرادهم بالعذرما يكون من الله تعالى فلو كان من العباد فليس بعذر

وفيها:261

" أما الخطأ والنسيان والإغماء والإكراه والنوم والرق وعدم القدرة على الكفارة فليست بأعذار في حق التخيير(لباب)ومتى وجب الدم عيناً لا يجوز عن الدم طعام ولا صيام ولا عن الصدقة صيام فإن تعذر عليه ذلك بقي في ذمته الى الميسرة ,فان مات فعليه الايصاء ان ترك مالا كذا فى اللباب والبحر وغيرهما وما في الظهيرية :"فان لم يجد الدم صام ثلاثة أيام" ضعيف كما في البحر"

وقال العلامة ملا على القارى رحمه الله تعالى فى مناسكه:باب الجنايات ص333

(وعدم القدرة على الكفارة)أى اذا صدر عنه بغير عذر(فليست)أى هذه الاشياء(بأعذارفى حق التخيير,ولو ارتكب المحظور بغير عذر فواجبه الدم عينا أو الصدقة)أى معينة باختلاف الجناية(فلا يجوز عن الدم)أى المتحتم(طعام ولا صيام ولا عن الصدقة صيام,فان تعذر عليه ذالك)أى ما ذكرمن الدم والصدقة (بقى فى ذمته)أى الى وقت قدرته.

ونقل صاحب فى ارشاد السارى على هامش مناسك القارى(ص: 333)عن الامام العلامة رحمة الله السندى رحمه الله تعالى . ونصه:

"قال المصنف فى"الكبير"اذا فعل المحظور من الانواع المتقدمة من غير ضرورة فواجبه الدم عينا أو الصدقة, فلا يجوز عن الدم طعام ولا صيام ولا قيمة ولا عن الصدقة صيام ,فان تعذر عليه ذالك, بقى فى ذمته أبدا,فان مات فعليه الايصاء ان ترك مالا , وشذ الفارسى,وقال:وان لبس ما لا يحل لبسه من غير ضرورة أراق دما لذالك,وان لم يجد صام ثلاثة أيام اه "

وفى بدائع الصنائع 2/ 192

فإن حلقه من غير عذر فعليه دم لا يجزيه غيره لأنه ارتفاق، كامل من غير ضرورة وإن حلقه لعذر فعليه أحد الأشياء الثلاثة لقوله عز وجل { فمن كان منكم مريضا أو به أذى من رأسه ففدية من صيام أو صدقة أو نسك } ولما روينا من حديث كعب بن عجرة ولأن الضرورة لها أثر في التخفيف فخير بين الأشياء الثلاثة تخفيفا وتيسيرا

و فى حاشية ابن عابدين557 /2

وأما ترك شيء من الواجبات بعذر فإنه لا شيء فيه على ما مر أول الباب عن اللباب وفيه ومن الأعذار الحمى والبرد والجرح والقرح والصداع والشقيقة والقمل ولا يشترط دوام العلة ولا أداؤها إلى التلف بل وجودها مع تعب ومشقة يبيح ذلك وأما الخطأ والنسيان والإغماء والإكراه والنوم وعدم القدرة على الكفارة فليست بأعذار في حق التخيير ولو ارتكب المحظور بغير عذر فواحبه الدم عينا أو الصدقة فلا يجوز عن الدم طعام أو صيام ولا عن الصدقة صيام فإن تعذر عليه ذلك بقي في ذمته اه وما في الظهيرية من أنه إن عحز عن الدم صام ثلاثة أيام ضعيف كما في البحر

وفى البحر الرائق9 /3

دار الافتاء

ومن الغريب ما في فتاوى الظهيرية هنا فإن لبس ما لا يحل له لبسه من غير ضرورة أراق لذلك دما فإن لم يجد صام ثلاثة أيام اه فإن الصوم لا مدخل له في وجوب الجناية بل يكون الدم في ذمته إلى الميسرة وإنما يدخل الصوم فيما إذا فعل شيئا للعذر كما سيأتي

وفيه 3/ 15 :

وقيد بالعذر لأنه لو فعل شيئا منها لغيره لزمه دم أو صدقة معينة ولا يجزئه غيره كما صرح به الإمام الأسبيجابي وبهذا ظهر ضعف ما قدمناه عن الظهيرية من أنه إن لم يقدر على الدم يصوم ثلاثة أيام ولم أره لغيرها

وفی الفتاوی الهندية 1/ 243 إن حلق رأسه من غير ضرورة فعليه دم لا يجزيه غيره كذا في شرح الطحاوي

لیکن بعض دیگر محققین رحمہم اللہ تعالیٰ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص عدمِ استطاعت یا مفلسی کے سبب مذکور (یعنی بلا عذر ارتکابِ جنایت پر واجب شدہ) دم کی ادائیگی سے عاجز ہو تو اسکے لئے دم کے بدلے روزے رکھ لینا بھی کافی ہے، مثلاً:

(الف) علامہ شامی رحمہ اللہ ہی نے منحۃ الخالق میں علامہ سید محمد امین بن حسن میر غنی رحمہ اللہ کی یہ تحقیق نقل فرمائی کہ وہ فرماتے ہیں کہ بہت سی معتبر کتبِ مذہب میں یہ بات منصوص علیہ ہے کہ دم دینے سے عاجز کے لئے روزہ رکھنا کافی ہے۔(قلت بل المقرر المنصوص عليه في كثير من كتب المذهب المعتبرة إجزاء الصوم عند العجز عن الدم)۔یہاں علامہ شامی رحمہ اللہ کے طرزِ بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ انکا رجحان بھی اسی طرف ہے۔

(ب) علامہ رافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تقریرات میں علامہ سندھی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے نقل فرمایا کہ علامہ شیخ محمد طاہر سنبل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ دم نہ ملنے کی صورت میں تین روزہ رکھ لے۔ محیط برہانی اور ظہیریہ میں بھی اسی طرح لکھا، اور علامہ فارسی رحمہ اللہ نے بھی ذخیرہ سے یہی نقل فرمایا (اذا لم يجد الدم صام ثلثة ايام كما فى المحيط البرهانى والظهيرية، ونقل الفارسى نحوه عن الذخيرة) پھر علامہ موصوف نے اپنے شیخ کے حوالہ سے بیان فرمایا کہ انہوں نے بھی علامہ ابو زید دبوسی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب "اسرار" سے نقل فرمایا کہ دم دینے کی قدرت نہ ہونے کی صورت میں تین روزہ رکھ لینا کافی ہے۔ پھر علامہ اسبیجابی رحمہ اللہ کے قول (عدمِ اجزاء الصوم عن الدم) کی توجیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ علامہ اسبیجابی رحمہ اللہ کی شرح طحاوی دیگر کتبِ فقہ میں جو یہ لکھا ہے کہ دم کے بدلے روزہ کافی نہیں اسکا مطلب یہ ہے کہ دم کی قدرت ہونے کی صورت میں روزہ کافی نہیں، لہٰذا عدمِ قدرت کی صورت میں روزہ کو کافی قرار دینا ان محققین کے قول کے منافی نہیں۔(ونقل شيخنا نحوه عن الاسرار ولا ينافيه ما فى شرح الطحاوى وغيره انه يجب الدم ولا يجزيه غيره وينبغى أن يحمل على ما اذا وجده, فما فى اللباب وشرحه تبعا للكبير على خلافه وما فى البحر الرائق أيضا ففيه ما فيه اه قلت وفى هذا جواب عن قول صاحب البحر: ولم أره لغيرها وفى الفتوى بهذا رفق على الضعفاء والمساكين.)

(ج) علامہ حسین بن محمد سعید عبد الغنی المکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد الساری میں علامہ شیخ محمد عابد سندھی، صاحبِ منتقیٰ علامہ سید محمد میر غنی اور صاحبِ المبتغی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ کی تحقیق بھی اسی کے مطابق بیان فرمائی۔ بلکہ موصوف نے اپنے حاشیہ ارشاد الساری میں علامہ سید محمد امین بن حسن میر غنی رحمہ اللہ کا اس پر ایک مستقل رسالہ (الوهم فى جواز الصوم عن الدم) کا ذکر فرمایا جس میں علامہ موصوف نے معتبر کتابوں کے حوالے سے ثابت کیا ہے کہ دم ادا کرنے سے عاجز شخص کے لئے روزہ کافی ہے۔(اذا عجز عن الدم فى وقته كفاه الصوم)۔ (ارشاد السارى على هامش مناسك القارى(ص: 333)

دار الافتاء

(د) یہی بات حضرت مولانا شیر محمد صاحب سندھی مہاجر مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا مخدوم محمد ہاشم صاحب سندھی رحمہ اللہ سے نقل فرمائی کہ حضرت مولانا مخدوم محمد ہاشم صاحب سندھی رحمہ اللہ نے اپنی بیاض میں لکھا ہے کہ سید محمد امین بن حسین میر غنی نے اپنے رسالہ میں معتبر کتابوں کی نقل سے ثابت کیا ہے کہ دم دینے کی قدرت نہ ہونے کی صورت میں روزہ رکھنا بھی جائز ہے۔

جیسا کہ زبدۃ المناسک مع عمدۃ المناسک صفحہ ۳۸۴ پر جہاں یہ بیان ہوا کہ جو سبب مغلظ کے کفارہ کا مرتکب ہو تو اسکے ذمہ واجب رہتا ہے الخ کے ماتحت لکھا:

> مگر ظہیریہ میں لکھا ہے کہ اگر دم اور صدقہ دینے سے عاجز مفلس کے واسطے روزے رکھنے بھی جائز ہیں۔ لیکن بحر الرائق نے اس قول کو ضعیف لکھا ہے اور مولانا مخدوم محمد ہاشم صاحب سندھی نے اپنی بیاض میں لکھا ہے کہ سید محمد امین ابن حسین میر غنی نے اپنے رسالہ میں معتبر کتابوں کی نقل سے ثابت کیا ہے کہ روزے رکھنے بھی جائز ہیں بوقت عدم قدرت دم کے۔ اس رسالہ کے پاس وہ منقول موجود ہے ... فرمائی۔ مخدوم صاحب کی بیاض کے باب الحج میں درج ہے اور بحر الرائق کے حاشیہ منحۃ الخالق میں علامہ ابن عابدین شامی نے بھی ... کی تحقیق کی طرف اشارہ کیا ہے۔

مذکورہ بالا تفصیل کی رو سے صورت مسئولہ میں راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ جب تک کسی شخص میں دم ادا کرنے کی قدرت واستطاعت موجود ہو (خواہ مستقبل قریب میں دم ادا کرنے کی قدرت واستطاعت کی قوی امید اور ظن غالب ہی کیوں نہ ہو) اس وقت تک اس کے لئے دم کے بدلے روزہ رکھنا یا اسکی قیمت ادا کرنا ہرگز کافی نہیں، بلکہ اس پر حتمی اور لازمی طور پر دم ادا کرنا ہی واجب ہے۔ اور اس میں سب کا اتفاق ہے، کسی کا اس میں اختلاف نہیں۔ البتہ جو شخص باوجود ممکن کوشش کے بھی اپنی جنایت کا واجب شدہ دم ادا کرنے پر قادر نہ ہو اور اسکے لئے دم کی ادائیگی کی کوئی صورت ممکن نہ ہو تو ایسا شخص شرعاً ادائے دم سے عاجز شمار ہوگا اور اسکے لئے اس صورت میں ثانی الذکر محققین کی رائے کے مطابق عمل کرتے ہوئے دم کے بدلے روزہ رکھ لینا کافی ہے۔ بلکہ بعض فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی رائے کے مطابق ثانی الذکر محققین کی تحقیق پر عمل کرنے میں نہ صرف جائز اور عاجز لوگوں کے لئے آسانی ہے، بلکہ اس صورت میں مذکورہ بالا دونوں اقوال میں تطبیق بھی ہو جاتی ہے؛ کیونکہ اول الذکر محققین کا قول مطلق ہے اور ثانی الذکر محققین کا قول مقید ہے۔ اور قاعدہ یہ ہے کہ مطلق مقید پر محمول ہوتا ہے۔ (فقول الاسبيجابي وغيره عجز لفقد دم لا يجزيه غيره كلام مطلق قابل للتقييد بما اذا كان قادرا وما في الظهيرية والاسرار والمحيط وغيرها صريح في جواز الصوم عند العجز وقد تقرر في كتب الأصول ان المطلق يحمل على المقيد في الأدلة فيما اذا اتحد الحكم والحادثة فكيف في الروايات وما يدل ايضا على ان كلام الامام الاسبيجابي ومن وافقه في الاطلاق محمول على ما اذا كان قادرا (حاشیہ زبدۃ المناسک صفحہ ۳۸۴)

مذکورہ بالا موقف کی تائید بعض اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ کے فتاویٰ سے بھی ہوتی ہے جیسا کہ امداد الاحکام جلد دوم صفحہ ... میں محظوراتِ احرام کا ارتکاب بلاعذر کرنے والے کے لئے دم دینے کی قدرت نہ ہونے کی صورت میں حضرت مولانا شیر محمد صاحب سندھی مہاجر مدنی رحمہ اللہ کی فراہم کردہ تحقیق کے حوالہ سے روزہ رکھنے کو کافی قرار دیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو امداد الاحکام کا سوال و جواب:

دار الافتاء

سوال) ۶: (محرم اگر محظوراتِ احرام کا ارتکاب بلاعذر عمداً کرے اور دم وصدقہ ادا کرنے سے عاجز ہو تو اس کو دم کے عوض روزہ رکھنا کافی ہے یا نہیں؟

الجواب: روزہ رکھنا بھی اس حالت میں کافی ہے جب کہ وہ اراقۃ دم واداء صدقہ سے عاجز ہو۔ وقد ذكره العلامه زين الدين ابن نجيم فى البحر والعلامه رحمة الله سندهى فى منسكه------- الخ

فى منحة الخالق فى حاشية البحر3/15:

(قَوْلُهُ : وَبِهَذَا ظَهَرَ ضَعْفُ مَا قَدَّمْنَاهُ) أي قبيل قوله أو حلق ربع رأسه أو لحيته ، وفي حاشية المدني بعد ذكره كلام المؤلف ونقل المنلا رحمة الله في منسكه الكبير نحوه ونقل عن الفارسي والبحر العميق نحو ما ذكره في الظهيرية على وجه الاعتراض عليهما قال شيخنا مولانا السيد محمد أمين ميرغني بعد نقل عبارتهما في رسالة له قلت بل المقرر المنصوص عليه في كثير من كتب المذهب المعتبرة إجزاء الصوم عند العجز عن الدم كما نمليه عليك وسرد الأقوال المؤيدة لكلامه فراجعها إن شئت . ا هـ

وفى تقريرات الرافعى على هامش رد المحتار2/165:

(قوله وما في الظهيرية من أنه إن عجز عن الدم صام ثلاثة أيام ضعيف الخ)ذكر السندى ما نصه قال الشيخ محمدطاهر سنبل اذا لم يجد الدم صام ثلثة ايام كما فى المحيط البرهانى والظهيرية ونقل الفارسى نحوه عن الذخيرة, قال ونقل شيخنا نحوه عن الاسرار ولا ينافيه ما فى شرح الطحاوى وغيره أنه يجب الدم ولا يجزيه غيره وينبغى أن يحمل على ما اذا وجده, فما فى اللباب وشرحه تبعا للكبير على خلافه وما فى البحر الرائق أيضا ففيه ما فيه اه قلت وفى هذا جواب عن قول صاحب البحر: ولم أره لغيرها وفى الفتوى بهذا رفق على الضعفاء والمساكين.

وفى ارشاد السارى على هامش القارى:333

"وفى الفتوى بهذا رفق على الضعفاء والمساكين _والحمد لله رب العالمين اه_ما قاله العلامة الشيخ محمد عابد السندى ,وفى المنتقى فى حل الملتقى للعلامة السيد محمد باسيين مير غنى عليه رحمة الله الغنى (الى قوله) اذا عجز عن الدم فى وقته كفاه الصوم,وفى ذالك سعة عظيمة ,ذكر ذالك فى رسالة"الوهم فى جواز الصوم عن الدم "ومن بعض نقوله قال فى المحيط البرهانى فى نوع اللبس من الفصل الخامس وإن لبس ما لا يحل له لبسه من غير ضرورة أراق لذلك دماً، فإن لم يجد صام ثلاثة أيام. وفى "المبتغى"وبلبسه ما لايحل له لبسه بغير ضرورة يلزمه دم ،وبفقره صام ثلاثة أيام,الى غير ذالك من النصوص الخ.

فى المحيط البرهاني للإمام برهان الدين ابن مازة2/ 734

وإن لبس ما لايحل له لبسه من غير ضرورة أراق لذلك دماً، فإن لم يجد صام ثلاثة أيام.

زبدۃ المناسک صفحہ ۳۸۴ حاشیہ پر ہے:

وقد ذكره العلامه زين الدين ابن نجيم فى البحر والعلامه رحمة الله سندهى فى منسكه ان المحرم اذا ارتكب المحظور على وجه الكمال من غير عذر وضرورة فعليه الدم ولا يجزيه الصوم عند عجزه عن الدم- قلت بل المقرر المنصوص عليه فى كثير من كتب المذهب المعتبرة اجزاء الصوم عند العجز عن الدم قال فى الاسرار للشيخ الاجل الامام ابى زيد الدبوسى قال علمائنا فى كفارة الحلق واللبس والطيب والقصر اذا وجبت عن عذر كان المكفر فيها بالخيار بين النسك والصدقة والصيام واذا وجبت عن عمد وجبت على ترتيب الهدى اولا، فان لم يجد فالصدقة فان لم يجد فالصيام وقال يتخير المكفر عن الحلق في الحالين ويترتب عليه الوجوب عن اللبس والطيب فى الحالين انتهى وفى المحيط البرهانى فى نوع اللبس من الفصل الخامس وان لبس مالا يحل لبسه من غير ضرورة اراق لذلك دما وان لم يجد صام ثلثة ايام ثم ذكر بعده فى نوع الحلق وفى الاصل حلق المحرم رأسه بغير عذر اراق دما وان لم يجد صام ثلثة ايام وان فعل ذلك بعذر يتخير بين الكفارات الثلثة على ما مر إنتهى.وذكر فى الذخيرة ايضا مثل ما ذكره فى نوع اللبس وذكر فى الظهيرة ومنسك الفارسى مثله فى المبتغى وبلبسه مالايحل لبسه بغير ضرورة يلزمه دم وبفقره صام ثلثة ايام انتهى فهذه نصوص صريحة فى اجزأ الصوم عند العجز عن الدم واما تضعيف ابن نجيم كلام الظهيرية بما نقله عن الإمام الاسبيجابى فليس بصحيح اذ ليس في كلامه صريحا ما يخالف ما فى الظهيرية بل هو موافق لها على ما نبينه- قال الاسبيجابى فى شرحه لمختصر الطحاوي في باب ما يجتنبه المحرم فان لبس المخيط يوما كاملا من غيرضرورة فعليه لذلك دم لا يجزيه غيره الى ان قال وان فعل ذلك لعلة او ضرورة فعليه أيّ الكفارات شاء، ذكر مثله في الحلق ايضا فنقول مثل هذه العبارات موجودة في غيرها كالكافى للحاكم الشهيد والمبسوط للسرخسى وغاية البيان شرح الهداية والبدائع والتحريد لابى الفضل الكرمانى حيث قالوا واما اذا فعل ذالك من غير ضرورةيتعين فيه الدم ولا يجزيه الصوم انتهى.فقول الاسبيجابى وغيره فعليه لذلك دم لا يجزيه غيره كلام مطلق قابل للتقييد بما اذا كان قادرا وما فى الظهيرية والاسرار والمحيط وغيرها صريح فى جواز الصوم عند العجز وقد تقرر فى كتب الأصول ان المطلق يحمل على المقيد في الادلة فيما اذا اتحد الحكم والحادثة فكيف فى الروايات ومما يدل ايضا على ان كلام الامام الاسبيجابى ومن وافق فى الاطلاق محمول

دار الافتاء

ما اذا كان قادرا انهم قالوا واذا فعل ذلك بعذر فعليه أى الكفارات الثلاثة شاء ولا شبهة فى ان التخيير بين الكفارات الثلاثة انما يتصور من الغنى القادر اما الفقير العاجز فيتعين فى حقه الصوم لانه لا قدرة له على غيره وجهد المقل دموعه- فان قلت قدمت عن الاسرار ان الكفارات اذا وجبت عن عمد وجبت على ترتيب الفدية ثم الصدقة ثم الصيام والذى تقدم عن المحيط والظهيرية وغيرهما وجوب الدم اوّلا فان لم يجد فصيام ولم يذكروا الصدقة فكيف التوفيق بين الكلامين؟ قلت الظاهر ان الغالب ان من لم يجد الدم لا يجد الصدقة فقالوا بجواز الصوم عند عدم الدم بناء على الغالب والذى فى الاسرار بناء على الامكان وحقيقة الامر فلا تدافع- نقلتها من رسالة" الوهم فى جواز الصوم عن الدم"للسيد محمد أمين بن حسن مير الغنى الحسينى المكى الحنفى بعنه.

اور اس اضعف العباد ناقل نے نقل کیا بیاض نصف الاول فقیہ محقق والمحدث مخدوم محمد ہاشم صاحب ٹھٹوی سندھی سے قدس سرہ- اور اسی رسالہ سے صاحب ارشاد الساری الی مناسک الملا علی القاری نے حاشیہ علی شرح العلامہ ملا علی قاری میں تحقیق نقل کی ہے جو بندہ کے پاس موجود ہے ،اس حاشیہ کا مصنف حسین بن محمد سعید عبد الغنی المکی الحنفی ہے- شرح اللباب کے صفحہ ۲۲۳-۲۲۴ پر ہے-- واللہ اعلم بالصواب

احقر شاہ محمد تفضل علی

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۲۹ ذی قعدہ ۱۴۳۴ھ مطابق ۶ اکتوبر ۲۰۱۳ء

الجواب صحیح
بندہ محمد تقی عثمانی عفی عنہ
۴-۱۲-۱۴۳۴ھ

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف غفر اللہ لہ
۴/۱۲/۱۴۳۴ھ

الجواب صحیح
عبد المنان عفی عنہ
۵/۱۲/۱۴۳۴ھ

الجواب صحیح
۴/۱۲/۱۴۳۴ھ

الجواب صحیح
۴/۱۲/۱۴۳۴ھ

دار الافتاء
محرر
دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی ۱۴